تحفظِ ناموس رسالت ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں

حسن ترتیب : عاصم الٰہی ظہیر

عصر حاضر کی عظیم شخصیت، سیرت النبی ﷺ کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا، سلفی منہج کے ترجمان اور عظیم اسکالر فضیلۃ الشیخ عبدالجبار شاکر حفظہ اللہ ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل الدعوۃ اکیڈمی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے تحفظ حرمت رسول ﷺ کے موضوع پر ایک علمی و تحقیقی خطاب جامعہ الدراسات میں ارشاد فرمایا۔ اس اہم موضوع پر شریعت اسلامیہ اور عالمی قوانین کی رو سے شاتم رسول ﷺ کی تاریخ اور انجام بد ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا، اس خطاب کو تحریری شکل میں لاکر قارئین کے استفادہ کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔

حضرات علماء کرام، طالبان علوم نبوت، حاضرین مجلس ملت اسلامیہ گزشتہ چند ماہ سے اپنی تاریخ کے ایسے کربناک اور روح فرسا مرحلے سے گزر رہی ہے کہ ہمارے قلوب اعدائے دین کی سازشوں سے زخمی اور ہماری روحیں انکی کارستانیوں کے ساتھ ٹیسیں محسوس کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ تاریخ اسلامی کے اس کربناک مضمون کو جو ہر صدی میں وقفے وقفے کے ساتھ مختلف اسالیب، مختلف موضوعات مختلف عنوانات، مختلف سازشیں، علمی اور تحقیقی تحریکوں کے حوالے سے ہمیں درپیش رہا ہے۔ ان سب کا مقصود ملت اسلامیہ کو ان کے ایمان، انکی حمیت دینی اور انکی غیرت اسلامی کا جائزہ اور امتحان مرتب کرنا رہا ہے۔

یہ آویزش، یہ کشمکش، یہ کفر و دین کا معرکہ، یہ تاریخ انسانیت کا مستقل ایک مضمون ہے۔ پہلے اس مضمون کے کردار ایک طرف شیطان لعین تھا اور دوسری طرف سیدنا آدم علیہ السلام اور اس کے بعد شیطان لعین کی ذریت اور آدم علیہ السلام کی ذریت کے درمیان یہ کشمکش دکھائی دیتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی پوری تاریخ اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ انکے کارنامہ نبوت ان کے مقاصد نبوت اور انکے فرائض رسالت کے مقابلے میں ہر عہد کے اعدائے دین طرح طرح کی مشکلات، آزمائشیں، سازشیں، اتہامات، بہتانات اور الزامات کا بوسیدہ ترکش ہمیشہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن تاریخ کے یہ حقائق ہمیں بتاتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تضحیک یا توہین کے جو ابواب بنی اسرائیل کی تاریخ میں رقم ہوئے ہیں ان کے اندر ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ بغیر کسی بات کے نہ صرف تضحیک و توہین کے مرتکب ہوتے تھے بلکہ انبیاء علیہم

السلام کے قتل تک کے درپے ہوتے تھے اور اسی طریقے سے ان کی سازشیں تاریخ کے اندر انکے اپنے لفظوں میں بیان ہیں۔ کبھی انکے اکابرین نے معصوم انبیاء کے سر قلم کر کے رقاصوؤں کے پاؤں میں ڈالے، کبھی ان کے جسم چیر دیئے گئے، کبھی ان پر قید و بند کی مشقتیں مسلط کی گئیں۔ اور انکوایسی فضا اور صورت حال سے دوچار کیا گیا کہ تاریخ کا سر ابھی تک ان شرمناک حرکتوں سے جھکا ہوا ہے۔ اس تاریخ کے اندر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت جو اپنے آپ کو تحریف شدہ شریعت کے مطابق یہود کہلاتی ہے۔ انہوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا وہ تاریخ کے ان عبرتناک سانحات میں سے ایک ہے جس پر کوئی بڑی صورت حال ہمارے سامنے نہیں آتی۔ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو طرح طرح سے تنگ کیا اور اپنی عدالتوں کے اندر مقدمات قائم کیے اور اسکے نتیجے میں خود ساختہ سزائیں سنائیں اور اسی جرم بے گناہی کے سبب ان کو نغمہ توحید اور تبلیغ رسالت کے فرائض ادا کرنے کے نتیجے میں صلیب تک پہنچا دیا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کی عزت و ناموس اور حفظ مراتب کیلئے خود حرکت میں آتی ہے۔ خود یہود کا لٹریچر انکے اعتراضات یہ بتاتے ہیں کہ کس درجہ تضحیک آمیز ان کے رویے موجود تھے۔ عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے سارے متون انکی ساری کارستانیوں کی داستانیں ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ ان کا اپنا ریکارڈ اتنا ہولناک اور تشویشناک ہے کہ اسی کو بیان کرتے ہوئے روح کانپ جاتی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آج وہ عیسائی دنیا جن کے نبی محترم جو ہمارے بھی نبی محترم ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود کا جو رویہ تھا اسکو فراموش کر کے انکے چنگل میں شکار دکھائی دیتے ہیں۔ اور انکے سازشی ذہن سے نکلی ہوئی تلچھٹ کے حوالے سے آج امت مسلمہ کیلئے ایک روح فرسا منظر پیش کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ صورتحال سیدنا مسیح علیہ السلام کے بعد بھی پانچ چھ صدیوں تک جاری و ساری دکھائی دیتی ہے تا آنکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کے اندر اور آپکی بعثت کے ساتھ ایک نئی صورتحال کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت آپکے نصب العین اور آپکے فرائض رسالت کی ذمہ داریاں اور انکی ادائیگی کی جتنی بھی داستان ہے اس کے اندر وہ سارے مصائب و نوائب اور ستم رانیاں ایک ایک ہو کے جمع ہیں اور یوں نظر آتا ہے کہ تاریخ کی شدید ترین مزاحمت کا خود محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد نبوت کے اندر سامنا کیا۔ آج اسی پیغمبرانہ اخلاق کیساتھ اس صورتحال کو دیکھئے۔ یہاں پر دو شکلیں ہیں جن کو ہم نے اپنے ذہن میں رکھنا ہے ایک یہ ہے کہ کسی زمانے کی نبوت و رسالت کا انکار کر دینا۔ اور ایک صورت یہ کہ کسی کی نبوت و رسالت کی تضحیک اور توہین و اہانت کا پہلو اختیار کرنا۔ یہ دونوں الگ مضمون ہیں۔ اگر نبوت و رسالت سے انکار کیا جائے تو اسکی بنیاد پر مسلمانوں کی

تعلیمات کے اندر کبھی کسی قسم کے انتقام یا سزا کی صورت موجود نہیں ہے ماسوائے اس قوم کی بدنصیبی کہ وہ اپنے عہد کی سچی صداقتوں اور رسالت کے پیغام کو نہ سمجھ سکے اور نہ ہی قبول کر سکے پوری تاریخ اسلامی کے اس پورے عہد کے اندر کبھی کسی شخص کو اس بنیاد پر سزا نہ دی گئی نہ اسکا مطالبہ کیا گیا کہ اس نے رسالت کے منصب کا انکار کیوں کیا؟ لیکن جہاں تک نبوت و رسالت کے منصب کی اہانت و استہزاء اور اسکی تضحیک کا تعلق ہے اس کو شریعت نے ایسے جرم کی شکل میں پیش کیا کہ جسکے بارے میں اسلام کے اندر ایک مستقل باب کے طور پر ہمارے سامنے وہ تعلیمات آتی ہیں جو خود عہد نبوت کے اندر بھی کارفرما ہوئیں اور عہد خلافت راشدہ اور مابعد کے سارے زمانوں کے اندر امت نے ایک اتفاق کے ساتھ اس پہلو کو اپنے فرائض دینی سے تصور کیا۔ اور حمیت دینی کے اس اعتبار سے اس مضمون کو تاریخ کے اندر انہوں نے کبھی مفاہمت کا اظہار نہیں کیا کہ جس کے اندر انکی حمیت و غیرت اور ان کی عصبیت پر کسی قسم کا حرف آسکے۔ میں اس موقع پر چند ایسی باتیں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس میں میرے مخاطب وہ علمائے دین اور طالب علم ہیں جنکو اس مضمون کے بہت سارے پہلوؤں کو بہت سارے عنوانات کے تحت اپنے سامعین اور اپنی ملت کے مختلف افراد تک پہنچانا ہے لہذا میں کچھ تصریحی اور توضیحی انداز کے اندر اپنی گفتگو کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ قرآن مجید کے مطالعے سے تین قسم کے معاملات ہمارے سامنے آتے ہیں۔

پہلا معاملہ اہانت رسالت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے اس کے نتائج مرتب کر دیئے ہیں اور قرآن مجید کے اندر ﴿تَبَّتْ يَدَاأَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ...﴾(المسد:١) والی پوری سورت اس کی ایک شکل ہے اور ایسے بہت سارے مقامات ہیں کہ جن کو بیان کیا جائے تو ایک خطبے کا پورا مضمون ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص جناب حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر کوئی حرف بینی، کوئی نکتہ چینی آپکے منصب رسالت یا آپکی شخصیت کے خلاف اگر کسی قسم کی بات کہی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسکے عملاً نتائج واضح کر دیئے اور یہ تاریخ کا ایک مستقل باب ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صداقت و عصمت پر بہت بڑی شہادت فراہم کرتا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اور اسکے بہت سارے پہلو ہیں اور ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے کئے ہوئے فیصلے کے خلاف کوئی بات نہیں کی جاسکتی اور اسکا تصریحی پہلو یہ کہ آپکی عصمت ہمارے سامنے ہر لحاظ سے واضح ہے۔ دیکھیں کبھی کوئی بڑھیا آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینک رہی ہے تو کوئی آپ ﷺ پر اوجھڑی ڈال رہا ہے طرح طرح کی مشقتیں پیش آرہی ہیں اور طائف کے میدان کا سانحہ بھی ہمارے

سامنے ہے لیکن یہ پیغمبرانہ اخلاق تھا کہ ان حرکتوں پر آپ ﷺ ماسوائے دعا کی سوغات کے اور رحمت عالم ﷺ نے ماسوائے اپنے اخلاق کریمانہ کے کسی اور صورتحال کا اظہار نہیں کیا لیکن جہاں دین میں رسالت کے پہلو کا تعلق ہے جہاں شریعت کے مطالبات اور تقاضوں کا تعلق ہے ان کے بارے میں محمد ﷺ نے واضح تعلیمات ہمارے سامنے پیش کی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آپ ﷺ کی سنتوں کے نتیجے میں خود رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعاون ایک اجماع کی صورت ہمارے سامنے بیان کرتا ہے پھر اسکے بعد ایک صورتحال ہے جو سامنے آتی ہے یہاں یہ بھی پیش نظر رکھ لیجئے کہ یہود کے ہاں یہ عقیدہ موجود تھا کہ آنے والا آخری پیغمبر آئے گا مگر وہ سمجھتے تھے کہ آخری نبی کو بنو اسحاق میں سے ہونا چاہیے اور اس طرح سیدنا مسیح علیہ السلام کو بھی انہوں نے رد کیا اور اسکے علاوہ یہ سارا معاملہ چلتا رہا۔ جناب محمد ﷺ کے خلاف مکہ میں اہانت کی کئی شکلیں تھیں اور عجیب معاملہ ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ نے خواہ اس کیلئے معافی کا اظہار کیا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے کن کن ذرائع سے ان ظالموں کی موت کو عبرتناک بنا دیا یہ خود تاریخ کا ایک مستقل باب ہے اس سلسلے میں قاضی سلیمان منصوری پوری رحمہ اللہ کی رحمۃ للعالمین کے اندر وہ ساری تفصیلات ہمارے سامنے ہیں اگر ان کو پیش کیا جائے تو بہت طویل مدت ان کو بیان کرنے کیلئے درکار ہے۔ صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی محفوظ نہ رہ سکا اس اعتبار سے آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سالہ پیغمبرانہ مشن کے بعد ہجرت کرتے ہوئے جب مدینہ تشریف لے جاتے ہیں تو وہاں پر بنو قینقاع، بنو قریظہ، بنو نضیر کے خاندان یہود کی ذریت اس راستے پر موجود تھی اور ان لوگوں نے آپ ﷺ کی اہانت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جسکو نظر انداز کیا ہو۔ ان کی سازشیں پے در پے پھیلی ہوئیں تھیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ کعب بن اشرف کون تھا! ہمیں معلوم ہے کہ استہزاء کی شکلیں کیا کیا ہو سکتی تھیں۔ جبکہ قرآن کریم نے یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو پکارنا ہو تو کس طرح حتی کہ انداز کیا اختیار کرنا چاہیے۔ ''راعنا اور انظرنا ''میں کیا فرق ہو سکتا ہے؟ جبکہ ذو معنی الفاظ سے بھی منع کیا گیا کیونکہ محمد ﷺ کی ذات کو ایسے الفاظ سے نہیں پکارا جا سکتا جس سے کسی منفی جذبات کا بھی اظہار ہو اور نہ ہی شاعری کے اندر کوئی رمز ایسی استعمال کی جا سکتی ہے جس سے آپ ﷺ کی تضحیک کا کوئی پہلو ہو۔ اہانت و تضحیک کا کوئی پہلو بھی ہو شریعت نے اسکی ممانعت کے سارے اسباب ہمارے سامنے پیش کیئے ہیں۔ اسطرح ان لوگوں نے دو طریقے اختیار کیئے ایک اہانت کا انداز آپ ﷺ کے القابات میں اور دوسرا استہزائیہ انداز اپنی شاعری کے اندر اختیار کیا۔ یہی معاملہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حکماً اس شخص کے قتل کی سبیل اور شاتم رسول ﷺ کا کیا انجام ہونا

چاہیے اپنی حیات طیبہ میں اسکے انجام کو مرتب کر دیا۔ اسکے اندر کوئی ابہام نہیں ہے ہمارے سامنے وہ واقعات موجود ہیں کہ خود صحابہ کرام نے انکو کیفر کردار تک پہنچا دیا اور یہ کہہ کر شاتم رسول ﷺ کی سزا پر ایک سند مرتب کر دی گئی ہے کہ ان لوگوں کا خون رائیگاں چلا گیا ہے۔ اس اعتبار سے امت کے اندر اور عہد رسالت میں یہ بات حتماً واضح تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اہانت کے حوالے سے مسیلمہ کذاب کے ساتھ مسلمانوں کا جو لشکر روانہ ہوا وہ کس نوعیت کا تھا۔ 27 مہینے کے عہد خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ کے اندر آپکو جتنے واقعات ملیں گے ان کے اندر اگر کسی پہلو سے بھی آپ ﷺ کی شخصیت، آپکا پیغام، آپکی سنتیں، آپ کی لائی ہوئی شرائع اور ادلہ شرعیہ کے حوالے سے اگر کسی چیز پر بھی حرف آیا ہے تو خلافت پورے طور پر حرکت میں آئی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی ذات پر کسی قسم کا حرف برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

عصر رسول ﷺ میں ۲۸ غزوات اور ۵۴ سرایا ہوئے ان غزوات میں کل ۲۵۹ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے لیکن یہ جنگ جو اہانت رسول ﷺ کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی ہے اسکے اندر ہزاروں صحابہ شہید ہو جاتے ہیں اسکا مطلب ہے کہ مسلمانوں کی جہادی سرگرمیوں کے اندر قوت کا سب سے بڑا مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے جب آپ ﷺ کی اہانت یا آپ ﷺ کے منصب کی تضحیک کا کوئی سامان کیا جائے بلکہ معلوم ہے کہ شورش کو رفع کرنے کیلئے آپ ﷺ نے بہت سارے گروہ بھیجے ایک گروہ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بھی گیا جب وہ صنعاء یمن کے مقام پر پہنچے وہاں پر کندہ کے علاقہ میں معلوم ہوا کہ مغنی عورتوں میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھی اور دوسری مسلمانوں کی تضحیک کا سامان کرتی تھی حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ہاتھ اور اگلے دونوں دانت کٹوا دیے اور جب خبر آپ ﷺ کے پاس آئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فیصلہ درست نہیں تھا بلکہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی تضحیک کی تھی اس کو قتل کرنا چاہیے تھا اور جس نے مسلمانوں کی تضحیک کی ہے اگر وہ ذمی ہے تو اس کو برداشت کر لینا چاہیے تھا معلوم ہوا کہ اہانت رسول اللہ ﷺ کی سزا موت کے علاوہ اور کوئی نہیں اموی عباسی اور سلجوقی عہد کے اندر خود یہودیوں اور عیسائیوں نے اسکو تسلیم کیا ہے کہ مسلمانوں کے اندر اہانت رسول اللہ ﷺ کی سزا موت کے علاوہ اور نہیں ہماری تاریخ کے اندر یہ اعزاز ابن تیمیہؒ کو ہے کہ اس مضمون پر اگر کوئی واضح ترین اور مکمل کتاب لکھی گئی ہے تو وہ ابن تیمیہؒ کی ہے۔

اور یہ کتاب اس بات کو واضح کرتی ہے کہ شریعت کے اندر اہانت و تضحیک ہوتی کیا ہے جبکہ آپکو معلوم ہے کہ شریعت کے اندر غیبت کو کتنا کریہہ قرار دیا گیا ہے اور غیبت پر اپنے مردہ بھائی کے گوشت کا منظر پیش کیا گیا

ہے تو نبوت تو بڑا عظیم منصب ہے دیکھیں یہود نے کس طرح الفاظ کے اندر تغیر کیا ہے یہود نے اپنی کتابوں کے اندر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لفظ محمد ﷺ کو تبدیل کیا اور Mohd سے لکھا دوسری یہ کہ اسکو محاؤ کہا جبکہ یہ لفظ شکاری کتے کیلئے استعمال ہوتا ہے (نعوذ باللہ من ذلك) زبان اجازت نہیں دیتی مگر آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ مشرکین اور یہود نے اپنی کتابوں کے اندر اہانت کے کون سے اسالیب اختیار کئے ہیں کہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے ساتھ کس قسم کی حرکتیں کیں اور دوسری حرکت یہ کہ مسلمانوں کی تاریخ کے کمزور ترین واقعات کو بیان کرنے کی کوشش کی مثال کے طور پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول ﷺ کی عم زاد تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ہی انکی شادی کرائی مگر بعد میں طلاق ہوگئی اور پھر وہ اللہ کے حکم سے ازواج مطہرات میں شامل ہوگئی اس کے بارے میں افسانہ تراشہ گیا کہ اچانک پٹ کھلا اور آپ ﷺ اس پر عاشق ہو گئے حالانکہ یہ اس خاندان کی خاتون ہے جس خاندان سے آپکا بچپن سے تعلق تھا اگر آپ ﷺ اپنے لیے چاہتے تو یہ ناممکن نہیں تھا؟ لیکن انہوں نے تاریخ کے اندر ایسی کو بڑی عجیب طریقے سے بیان کیا ہے اور پھر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی کثرت پر ایک اہانت آمیز مضمون مرتب کیا ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے ہر دور کے اندر ان کے جوابات دیئے ہیں۔ آپکی پہلی شادی ۲۵ سال کی عمر میں ۴۰ سالہ عورت سے ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق دو دفعہ اور تیسری روایت کے مطابق تین دفعہ بیوہ ہو چکی تھی پھر اس خاندان کی عصمت کے بارے گواہی ہے۔ اور وحی کے موقع پر جس طرح آپ کا تعارف کروایا ہے وہ تعارف بتاتا ہے کہ آپکی عظمت کا پہلو کیا ہے۔ اور پھر ازواج مطہرات سے جو تعلیم اسلامی بعض حکمتوں کے پہلو وہ ایک الگ باب ہیں۔

مستشرقین نے جو آپ پر الزام لگایا ہے اور آپ کو خونخوار ثابت کیا ہے اور اب یہ کارٹون کی جوڑ نمارک سے آئے ہیں سمجھ لیجئے پہلے یہ لفظی تحریر میں آتے تھے اب انہوں نے کارٹون کی شکل میں آپ ﷺ کے عمامے کو اسلامی بم کے طور پر دکھایا ہے اور پھر ایسی صورتیں دکھائی گئی ہیں کہ ان مجاہدین کیوجہ سے جنت کی حوروں کے اندر ایک بحران پیدا ہو رہا ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ ان گیارہ بارہ کارٹونوں کے موضوع کیا بنتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جو مستشرقین کی کتابوں میں پہلے موجود تھے اس لحاظ سے یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت عالم کفر آپکی سوچ فکر جدوجہد اور جذبات دینی اور جہادی سرگرمیوں سے پریشان ہو چکے ہیں آپکی وجہ سے ان کے دن کا سکون رات کا آرام چھن چکا ہے اب یہ موت ان کیلئے کافی ہے جس طرح ابولہب کا جسم چیچک کے ساتھ بھر گیا اسکی اولاد اس سے دور بھاگتی اور اسکو حبشی غلاموں کی طرح کھینچ کر گڑھے میں پھینکا گیا اور پھر

آمادہ کرتی ہے ان کو کیا پتہ کہ عظمت کیا ہے اور عظمت رسول ﷺ کیا ہے نبوت کی عصمت کیا کیا چیز ہے پورا یورپ اس سے باخبر ہے اگر ان کو نبوت کے تقدس کا معلوم ہوتا تو یہ بدنصیبی ان کے حصے میں نہ آتی جبکہ کارٹون تضحیک کرنے کا جدید ذریعہ ہے جسکی انہوں نے کوشش کی ہے ان کو بتایا جائے کہ ان کے پاس کتوں اور بلیوں کے حقوق کیلئے قانون موجود ہیں تو کیا انبیاء علیہم السلام ایسی گئی گزری شخصیات ہیں کہ تمھاری زبانیں ان کے خلاف اہانت آمیز سلوک کریں۔ یہ کون سا جمہوری شعور ہے اہل مغرب کے دانشورو! اپنی اس کارستانی پر سوچنے کی کوشش کرو اور اس کے برعکس سورۃ حجرات اٹھایئے نبی اکرم ﷺ تو ایک بڑی محترم چیز ہے اس گھر کے اندر استئذ ان تک کے احکامات موجود ہیں ذوی الارحام کی زندگی اور ہمسائیگی کے جو حقوق ہیں ان کے بارے میں کیا نمائندگی پیش کی ہے اندازہ کیجئے کہ ایک عام انسان کو اگر ناحق قتل کیا جائے۔ ﴿أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً﴾ (المائدۃ: ۳۲)

ایک انسان کے قتل کو اسلام کی تہذیب پوری انسانیت کا قتل قرار دیتی ہے ہمیں معلوم ہے کہ کئی سال سے تم پیچ وتاب کھا رہے تھے ہمیں معلوم ہے کہ مراکش سے لیکر ملائشیا تک امت مسلمہ کی جہادی سرگرمیوں سے تم پریشان ہو ہمیں معلوم ہے کہ تم محسوس کرتے ہو کہ جو تبدیلی پچھلے تین عشروں میں مسلمانوں کے اندر پیدا ہوچکی ہے کہیں اگلے عشرے میں یورپ کے اندر کوئی نیا انقلاب برپا نہ کردے۔ ہمیں تمھارے نفسیاتی خوف کا اندازہ ہے، ہمیں تمھاری معذوریوں کا اندازہ ہے لیکن یہ فطرت کا فیصلہ ہے کہ تمھارے پاس کوئی اخلاقی پیغام موجود نہیں تمھارا خاندانی نظام ختم ہو رہا ہے تمھارے ۳۷ فیصد بچوں کو معلوم نہیں کہ اس کے والد کا اسم گرامی کیا ہے۔ ہمیں تمھاری مجبوری کا علم ہے ہمیں معلوم ہے کہ تمھاری تہذیب کتنی شکستہ ہوچکی ہے، ہمیں معلوم ہے کہ تمھارے ہاں حیاء کا تصور ہی نہیں ہے اور تم نے کیبل کلچر مووی اور فوٹو گرافی کے نام پر مسلمانوں کو ختم کرنے کی منظم کوشش کی ہے لیکن اب تم پریشان ہو کہ ہم نے تہذیبی طور پر مسلمانوں پر اتنے حملے کئے ہیں مگر پھر بھی وہ کون سے لوگ ہیں جو اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے نکلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ مجبوری ہے جس کے انتقام کیلئے دنیا میں اتنے بڑے ڈرامے رچائے جا رہے ہیں اب امت مسلمہ کو اسی پر عمل کرنا چاہیے جو چودہ سو سال قبل انکے نبی محترم ﷺ نے ان کو دیا تھا ان کیلئے تیسرا کوئی سرچشمہ نہیں ہے اب امت پہلے سے زیادہ بیدار ہوچکی ہے۔ اہل مغرب جان لو! تمھاری یہ بھونڈی حرکتیں ہمارے ایمان پر شب خون کا درجہ رکھتی ہیں ہماری روح کو زخمی کرنے والی چیزیں ہیں اور جان لو! مسلمانوں کیلئے کم سے کم معیار یہ ہے کہ وہ کائنات کے سارے رشتوں سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ

سے رشتہ استوار کریں اسکی تصریحی حیثیت یہ ہے کہ آپکے فیصلے کے بعد دل کے اندر کوئی تنگی بھی محسوس نہ کی جائے اب عوام اور حکمرانوں کو مسلمانوں کی اس صف میں اظہار جذبات کیلئے شامل ہونے کی ضرورت ہے۔تاریخ کے فیصلے بڑے نازک ہوتے ہیں اور یہ تاریخ کا فیصلہ ہے کہ اس معاملے میں منافقت کرنے والا باہر ہو یا ہماری صفوں میں ہو اور دوسری طرف اب مسلمانوں کو اتحاد بین المسلمین کیلئے معلوم ہونا چاہئے اور کعبہ کے اندر پیدا ہونے والی تہذیب کو کھلی آنکھوں سے دیکھیں۔

نوجوانان عزیز! اس وقت جو انبیاء علیہم السلام کا چھوڑا ہوا ورثہ تھا آپ اس کے امانت دار ہیں یہ مضمون آپکو یہاں پڑھائے جارہے ہیں یہ اس دن کی تیاری کیلئے تھے جب اعدائے دین کا کوئی فتنہ اٹھے تو آپ یقین محکم اور عزم راسخ کے ساتھ اٹھیں اور دلیل کا جواب دلیل سے دیں، علم کا جواب علم سے دیں۔ہم ان کے مقابلے میں ایسی حرکتوں سے نہیں آئیں گے گالی کا جواب گالی سے نہیں دیں گے ہماری تہذیب نے ہمیں کچھ اور سکھایا ہے۔میں حج کے موقع پر موجود تھا اور مجھے اس پر فخر ہے کہ سعودی حکومت اور علماء نے سب سے پہلے اس فتنے کا نوٹس لیا اور فوری طور پر ان کے سفیر کو وہاں سے نکالا ان کی فیکٹریوں کو بند کیا ان کے مال کو گندگی کا ڈھیر سمجھتے ہوئے باہر پھینک دیا۔آج اگر امت مسلمہ ان کے بینک میں رکھے ہوئے سرمائے کو تین دن کیلئے نکال دے تو وہ دیوالیہ ہو جائے گا۔اور وہ تو ویسے ہی کھوکھلے لوگ ہیں۔وہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتے آپکے پاس ایمان کی وحدت وقوت ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔میں علمائے دین اور طالبان علوم نبوت سے اس بات کی درخواست کروں گا کہ ہمیں حمیت دین کیلئے اپنی صفوں کو مستحکم کرنا ہے۔اس ہتھیار سے دشمن کل بھی ذلیل وخوار تھا اور آج اس سے بڑھ کر ذلیل وخوار ہوگا (ان شاءاللہ)۔یہ سانحہ جو یہود اور نادان عیسائیوں کی ملی بھگت سے پیدا ہوا یہ تاریخ اسلام کے اندر قبولیت اسلام کی سب سے بڑی لہر بن کر ابھرے گا (ان شاءاللہ)۔آپ دیکھیں گے گروہ در گروہ جماعت در جماعت اور ملک در ملک اسلام میں داخل ہونگے۔انھوں نے اپنی خباثت دکھالی اور اب پاکیزگی کا پیغام آپ کے پاس ہے۔یہ دولت اللہ نے آپ کو دی ہے اب اسکو حکمت کے ہتھیار سے مرصع کرکے امت کے سامنے پیش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔(ان شاءاللہ) وہ دن دور نہیں ہے کہ اسلام اپنی نشاۃ ثانیہ کے اعتبار سے ایک نئی آن بان ایک نئی حمیت دینی اور ایک نئے غلبہ دین کے شعور اور ایک نئے مجاہدانہ عزم کے ساتھ آگے بڑھے گا۔اللہ تعالی ہمیں اس جذبہ وشوق کے اندر پوری ہوشمندی اور بصیرت کیساتھ آگے بڑھنے اور ان مواقع کو اسلام کے استحکام اور فروغ کیلئے پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔(آمین)

(بشکریہ: مجلّہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی)